S_1999_5_506_511

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

منوہر لال @ منا اور دیگر

بنام۔

ریاست (این۔سی۔ٹی۔آف دہلی)

17 دسمبر 1999

کے۔ٹی۔تھامس اور ڈی۔پی۔مہاپترا، جسٹسز

تعزیراتی ضابطہ،1860:

دفعات 302، 396 اور 149۔سزائے موت۔ہجوم کے غصے میں جلائے جانے والے افراد۔عارضی جنون۔کوئی منظّم یا منظّم سرگرمی نہیں۔انفرادی طور پر متوفی کے تئیں ملزم افراد کی کوئی خاص یا ذاتی دشمنی نہیں۔حقائق اور حالات کے تحت سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیا گیا۔

فوجداری مقدمہ۔چشم دید گواہ۔واقعہ کی تفصیلات ماں کے ذریعے پولیس کو دیے گئے بیان میں ظاہر نہیں کی گئیں۔خوفناک واقعہ۔ہجوم کے غصے میں بیٹوں کو ماں کے سامنے آگ لگا دی گئی۔ماں نے ذہنی توازن برقرار نہیں رکھا۔منعقد، ماں کے خفیہ بیان کو سب سے فطری چشم دید گواہ کی گواہی کو بدنام کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

ٹرائل کورٹ نے اس وقت کی وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد ہونے والے فسادات میں چار سکھ بھائیوں کو آگ لگا کر قتل کرنے کے جرم میں اپیلوں کے ملزموں پر مقدمہ چلایا اور انہیں تعزیرات ہند کی دفعات 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302 اور 396 کے تحت جرم کا مرتکب قرار دیا۔ٹرائل کورٹ نے ماں، پی ڈبلیو۔1 اور اس کی بہو، پی ڈبلیو۔2 کی گواہی کو قبول کر لیا جو واقعے کے چشم دید گواہ تھے اور اس کیس کو "نایاب ترین مقدمات" میں سے ایک قرار دیتے ہوئے، اپیل گزاروں کو سزائے موت سنائی جس کی تصدیق عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے کی۔ڈویژن بنچ کے فیصلے کے خلاف اپیل گزاروں نے موجودہ اپیلیں دائر کی ہیں۔

اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ پی ڈبلیو۔1 قابل اعتماد گواہ نہیں تھا اور متبادل طور پر، کہ سزائے موت

کا حکم دینا 'نایاب ترین کیس' نہیں تھا۔

جزوی طور پر اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1:۔ پی ڈبلیو-1 نے اس کے دستخط شدہ بیان حلفی میں کہا تھا اور ٹرائل کورٹ میں نمائش کے طور پر نشان زد کیا تھا کہ ڈاکوؤں نے اس کی بہو ایس کو بھی جلا کر مار ڈالا تھا۔ درحقیقت ایس پر قاتلوں نے حملہ نہیں کیا تھا۔ وہ اب بھی زندہ ہے۔ واضح طور پر بیان حلفی کا وہ حصہ غلط ہے۔ بیان حلفی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے ان قاتلوں میں سے اپیل گزاروں کو پہچانا جنہوں نے اس کے بیٹوں کو باہر گھسیٹ کر آگ لگا دی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا۔ بیان حلفی کا مسودہ تیار کرنے والے شخص اور نہ ہی اسے ٹائپ کرنے والے ٹائپسٹ سے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ پی ڈبلیو-1 ماں کی گواہی کو محض بیان حلفی میں درج کی گئی مذکورہ غلط معلومات کی بنیاد پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف بیان حلفی اس بات کی یقین دہانی کراتا ہے کہ اپیل کنندگان اس کے بیٹوں کے قتل میں ملوث تھے۔ (509-ایچ؛ 510-اے، بی، سی، ڈی)

2. پولیس کو پی ڈبلیو-1 کے بیان کو پڑھنے سے یہ موقف واضح ہوتا ہے کہ پولیس افسر اس وقت سوگوار ماں سے اس خوفناک واقعہ کی کوئی تفصیلات حاصل کرنے کی طرف مائل نہیں تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اس وقت تفصیلات بتانے کے موڈ میں نہیں تھی کیونکہ وقت کا وقفہ اس جیسی ماں کے لیے ذہنی توازن حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں تھا۔ یہ اس کے لیے غیر منصفانہ اور نا قابل قبول ہوگا اگر اس خفیہ بیان کو اس خوفناک جرم کے سب سے فطری چشم دید گواہ کی قیمتی گواہی کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ (510-ای، ایف)

3. قتلِ عمد کے لیے عام سزا عمر قید ہے اور سزائے موت اب "نایاب ترین مقدمات" میں دی جانے کے لیے محفوظ ہے جس میں دوسری سزا بلا شبہ پیش کی جاتی ہے۔ اس طرح سزائے موت کو اب سب سے کم حد تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اپیل گزاروں نے جو کچھ کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ انتہائی بھیانک نوعیت کی کارروائیاں تھیں۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ ایک ہنگامہ آرائی پر تھے، اور وہ عقل یا عقل سے بے راہ روی کے ساتھ بھاگے اور صرف ایک پاگل نفسیات کی وجہ سے متحرک ہوئے۔ ان کی انفرادی طور پر متوفی میں سے کسی کے ساتھ کوئی خاص یا ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ اس وقت کی وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی کے قتل نے ان نوجوانوں کو اندھا کر دیا تھا اور بدقسمتی سے ہجوم کے جنون کو تمام ظلم و ستم سے روکنے کے لیے کوئی قیادت نہیں تھی۔ اس لیے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ (510-جی۔ ایچ؛ 511-اے-ای)

اس کے بعد بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، (1980) 2 ایس سی سی 684 آیا۔

کشوری لال بنام ریاست دہلی، (1999) 1 ایس سی سی 148، پر انحصار کیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی فوجداری اپیل نمبر۔ 630-631۔

1998 کی فوجداری اپیل نمبر 34 میں دہلی عدالت عالیہ کے مورخہ 16.10.1998 کے فیصلے اور حکم سے، قتلِ عمد حوالہ نمبر 1/98 کے ساتھ 1998 کی فوجداری اپیل نمبر 12۔

ایم قمر الدین، امبر قمر الدین، مسز ایم قمر الدین اور مسز نرنجنا سنگھ اروند کمار شرما کے لیے، حاضر پارٹیوں کے لیے

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس: اندرا گاندھی کے قتل سے بھڑکنے والے قتل عام نے دہلی میں سکھ برادری کو بھاری نقصان پہنچایا اور یہ معاملہ اس دوران پیش آنے والے ایک خوفناک واقعے سے متعلق ہے۔ دہلی کے ترلوکپوری میں ہر بائی کے چار بیٹوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے 2.11.1984 پر بھون کر ہلاک کر دیا گیا۔ موجودہ اپیل کنندگان جگلگو اور منّو پر تعزیرات ہند کی دفعہ 149 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعات 302 اور 396 کے تحت جرائم کے لیے سیشن عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ ٹرائل کورٹ نے انہیں ان جرائم کا مجرم قرار دیا اور انہیں پہلی گنتی میں موت اور اگلی گنتی میں عمر قید کی سزا سنائی۔ دہلی عدالت عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ نے اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کی۔ اپیل گزاروں نے یہ فاجداری اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی۔

پی ڈبلیو-1 ہر بائی ہوڈا سنگھ کی بیوی تھیں۔ وہ ترلوکپوری میں واقع ایک اپارٹمنٹ میں رہ رہے تھے۔ ان کے 4 بیٹے تھے- درشن سنگھ، لکشمن سنگھ، چامن سنگھ اور ہوشیار سنگھ۔ ان میں سے درشن سنگھ اپنی بیوی شانتی بائی کے ساتھ پی ڈبلیو 1 کی رہائش گاہ سے متصل ایک گھر میں رہ رہے تھے۔ باقی تین بیٹے اپنے والدین کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہ رہے تھے۔ ان میں لکشمن سنگھ ایک شادی شدہ آدمی تھا، اس کی بیوی ننکی بائی (پی ڈبلیو-2) .

اندرا گاندھی کے قتل کے بعد دہلی کے مختلف حصوں میں فسادات ہوئے اور اس کا اثر 1-11-1984 پر ترلوکپوری تک پہنچا۔ اس خوف سے کہ اس طرح کے فسادات سکھ برادری پی ڈبلیو-1 کے ارکان کو تباہ کر سکتے ہیں اور اس برادری سے تعلق رکھنے والے اس کے خاندان کے افراد نے خود کو اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر رکھا۔ 2.11.1984 کی صبح ہی فسادیوں نے اس کے گھر میں گھس کر مختلف اشیا

جیسے لوہے کی سلاخوں، ٹائروں، پٹرول کے کنٹینرز وغیرہ سے مسلح ہو کر پہلے گھر لوٹ لیا اور پھر خاندان کے مردوں کی طرف مڑ گئے۔ حملہ آوروں نے پی ڈبلیو-1 کے تمام بیٹوں پر لوہے کی سلاخوں سے حملہ کیا۔ بعد میں، انہیں باہر نکالا گیا، اور ان پر پٹرول ڈالا گیا اور پھر آگ لگا دی گئی۔ ان کے والد ہوڑا سنگھ- ایک نابینا بوڑھا آدمی- بچ گئے۔ تو یہ بدقسمت ماں کی قسمت تھی کہ اس نے اپنے چار بیٹوں میں سے کسی ایک کو زندگی کی جدوجہد کرنے والی جہنم میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ چونکہ یہ نظارہ اس کے اعصاب کی قوت برداشت سے باہر تھا اس لیے وہ فٹ ہو گئی۔ ہوڑا سنگھ بھی ممکنہ طور پر بے ہوش ہو گئے کیونکہ وہ اپنے بقیہ ادراک کی مدد سے خوفناک منظر کو سمجھ سکتے تھے۔ ان بدقسمت والدین کے تمام بیٹے بالآخر جل کر ہلاک ہو گئے۔

ہوڑا سنگھ عدالت کو یہ بتانے کے لیے زیادہ دیر زندہ نہیں رہے کہ وہ کیا سمجھتے ہیں۔ لیکن ہر بائی (پی ڈبلیو-1) اور اس کی بہونکی بائی (پی ڈبلیو-2) ٹرائل کورٹ میں واقعے کی مکمل تفصیلات بیان کیں۔ اس عدالت نے ان کی گواہی کو درست تسلیم کیا اور فاضل سیشن جج نے سزائے موت کے ساتھ جانے کے لیے کیس کو "نایاب ترین مقدمات" میں سے ایک پایا اور اس کے نتیجے میں اس نے اپیل گزاروں کو سزائے موت سنائی۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے شواہد کی نئے سرے سے جانچ پڑتال کی اور ان کی گواہی کے وشوسنیتا کے حوالے سے ٹرائل کورٹ سے اتفاق کیا۔ یہاں تک کہ سزا کے سوال پر بھی عدالت عالیہ کے ججوں کو اختلاف رائے کے لیے کافی بنیاد نہیں ملی۔ اس سلسلے میں ڈویژن بنچ کی طرف سے پیش کردہ وجوہات درج ذیل ہیں:

" جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے، نومبر 1984 کے ابتدائی دنوں میں، دہلی نے مسز اندرا گاندھی کے قتل کے بعد بدترین قتل عام کا مشاہدہ کیا، جس سے پہلے بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے تھے جو پھوٹ پڑے تھے، جس کے نتیجے میں بے گناہ افراد کی ہلاکتیں ہوئیں قطع نظر ان کی عمر، درمیانی عمر یا کسی خاص برادری کے نوعمر۔ ان کارروائیوں کو بربریت کے سوا نہیں مانا جا سکتا۔ ان کی غلطی کے بغیر بے گناہ افراد کو انتہائی ظالمانہ انداز میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، یعنی پیٹرول ڈال کر انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ اسے قتلِ عمد، لوٹ مار یا جلانے کا ایک عام معمول کا معاملہ نہیں مانا جا سکتا۔ مخصوص برادری کے ارکان کو نشانہ بنایا گیا، ان کی املاک کو لوٹ لیا گیا اور جلا دیا گیا اور لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ امن و امان کی مشینری مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔ ان دنوں بے مثال لاقانونیت پائی جاتی تھی اور شرپسندوں کو فاجداری کارروائیوں میں ملوث ہونے کے لیے مکمل آزادی حاصل تھی۔ فرقہ وارانہ مخالف قوتوں کی طرف سے پیدا ہونے والی صورتحال کو ہلکے سے نہیں دیکھا جا سکتا اور اس سے سختی سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ واقعات کے بعد کے اثرات برسوں تک پیچھے رہ

جانے والے لوگوں کو محسوس ہوں گے۔ اگرچہ وقت بہترین علاج کرنے والا ہے لیکن جب 27 سال کی نوجوان خاتون (پی ڈبلیو-2) ہو تو بعض صورت حال کو دوبارہ حاصل یا ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک بوڑھی عورت (پی ڈبلیو-1) بالترتیب اپنے شوہر اور چار بیٹوں کو کھونا اور پی ڈبلیو-1 کے چھوٹے بچوں کو ان کے والد اور ایک بچے سے محروم کرنا جو بعد از مرگ پی ڈبلیو- .2 آیئے پیچھے رہ جانے والے خاندان کے افراد کی اذیت اور مصائب کے بارے میں سوچیں۔ ہجوم نے تباہی سے کم کچھ نہیں کیا۔ ایسے معاملات میں نرمی، رحم یا ہمدردی کی کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔"

اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے اپیل گزاروں کی فوجداری حیثیت کے حوالے سے مشترکہ نتائج پر دھچکا لگانے کی ناکام کوشش کی۔ انہوں نے بنیادی طور پر پی ڈبلیو1 کے دستخط شدہ بیان حلفی پر انحصار کیا ۔اسے ٹرائل کورٹ میں نمائش پی ڈبلیو-1 /اے کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا۔ کوشش یہ ظاہر کرنے کی تھی کہ پی ڈبلیو-1 یہ کہنے کی حد تک چلا گیا تھا کہ ڈاکوؤں نے شانتی بائی کو بھی، یہاں تک کہ اس کی بہو (درشن سنگھ کی بیوی) کو جلا کر مار ڈالا۔ سچ ہے کہ اس طرح کا ورژن انگریزی میں تیار کردہ بیان حلفی میں پایا جاتا ہے۔ بیان حلفی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے منو اور جگا کو ان قاتلوں میں سے پہچانا جنہوں نے اس کے بیٹوں کو باہر گھسیٹ کر آگ لگا دی۔ درحقیقت شانتی بائی پر قاتلوں نے حملہ نہیں کیا تھا۔ وہ اب بھی زندہ ہے۔ واضح طور پر بیان حلفی کا وہ حصہ غلط ہے۔

بیان حلفی میں اس طرح کی غلط معلومات کو شامل کرنا شاید ہی پی ڈبلیو-1 کی گواہی کو نظر انداز کرنے کے لیے کافی ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس نے پہلی بار میں نادانستہ طور پر اس طرح کا غلط تاثر بنایا ہو یا یہ کہ وہ خود بیان حلفی کے اس حصے سے بے قصور ہے۔ یہاں تک کہ عدالت میں بھی وہ بیان حلفی میں درج تمام چیزوں کی سچائی کی تصدیق نہیں کر سکی کیونکہ اس حقیقت کے علاوہ کہ اس نے بیان حلفی میں اپنے دستخط کیے تھے، وہ نہیں جانتی تھی کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا۔ بیان حلفی کا مسودہ تیار کرنے والے شخص اور نہ ہی اسے ٹائپ کرنے والے ٹائپسٹ سے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ اس لیے ہم پی ڈبلیو-1 ماں کی گواہی کو محض بیان حلفی میں درج کی گئی مذکورہ غلط معلومات کی بنیاد پر مسترد کرنے پر راضی نہیں ہیں۔

دوسری طرف یہ بیان حلفی ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اپیل کنندگان اس کے بیٹوں کے قتل میں ملوث تھے کیونکہ ان کے نام خاص طور پر قاتلوں میں مذکور تھے۔ ایک اور تنقید یہ ہے کہ جب اس نے 17.11.1984 پر پولیس کو بیان دیا تو اس نے واقعے کی تمام تفصیلات ظاہر نہیں کیں۔ ہم نے اس سے منسوب بیان پر غور کیا۔ اس کے پڑھنے سے یہ موقف واضح ہوتا ہے کہ پولیس افسر اس وقت سوگوار ماں سے اس خوفناک واقعہ کی

کوئی تفصیلات حاصل کرنے کی طرف مائل نہیں تھا۔اس نے محسوس کیا کہ وہ اس وقت تفصیلات بتانے کے موڈ میں نہیں تھی کیونکہ وقت کا وقفہ اس جیسی ماں کے لیے ذہنی توازن حاصل کرنے کے لیے کافی نہیں تھا۔اسے اس سے پوچھ گچھ کو مستقبل کی تاریخ تک ملتوی کر دینا چاہیے تھا۔مذکورہ بیان میں انہوں نے صرف دو جملے درج کیے۔یہ غیر منصفانہ ہوگا اور ہم اسے ناقابل قبول کہہ سکتے ہیں اگر ہم اس خوفناک جرم کے سب سے فطری چشم دید گواہ کی قیمتی گواہی کو بدنام کرنے کے لیے 17.11.1984 کے اس خفیہ بیان کا استعمال کریں۔لہذا ہم اس نتیجے میں مداخلت کرنے پر راضی نہیں ہیں کہ اپیل گزاروں نے ان کے خلاف مبینہ کارروائیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

سزا کے حوالے سے دونوں فریقوں نے تفصیلی دلائل دیے۔قتلِ عمد کے لیے عام سزا عمر قید ہے اور سزائے موت اب "نایاب ترین مقدمات" میں دی جانے کے لیے محفوظ ہے جس میں دوسری سزا بلاشبہ بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، (1980) 2 ایس سی سی 684 کے ذریعے پیش کی گئی ہے۔یہ سزائے موت اب تنگ ترین علاقے میں محدود کر دی گئی ہے۔اپیل گزاروں نے جو کچھ کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ انتہائی بھیانک نوعیت کی کارروائیاں تھیں۔لیکن ہمیں یاد ہے کہ وہ ایک ہنگامہ آرائی پر تھے، اور وہ عقل یا وجوہات سے بے راہ روی کے ساتھ بھاگے اور صرف ایک پاگل نفسیات سے متحرک ہوئے۔ان کی انفرادی طور پر متوفی میں سے کسی کے ساتھ کوئی خاص یا ذاتی دشمنی نہیں تھی۔وزیر اعظم اندرا گاندھی کے قتل نے ان نوجوانوں کو اندھا کر دیا تھا اور بدقسمتی سے ہجوم کے جنون کو تمام ظلم و ستم سے روکنے کے لیے کوئی قیادت نہیں تھی۔

اس تناظر میں کشوری بنام ریاست دہلی، (1999) 1 ایس سی سی 148 میں اس عدالت کے فیصلے کو ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک اور واقعے سے متعلق معاملہ تھا جو اسی ہجوم کے دوران پیش آیا تھا جو اندرا گاندھی کے قتل کے قریب کے دنوں میں دہلی میں ہوا تھا۔مذکورہ فیصلے میں درج ذیل مشاہدات اس معاملے میں بھی سزا کے دائرے کے لیے کچھ رہنما خطوط فراہم کرنے میں مناسب ہیں:

"جب افراد کا ایک بے ساختہ گروہ اکٹھا ہوتا ہے، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی منظّم یا منظّم سرگرمی میں ملوث ہوتے ہیں۔اس طرح کا گروہ سرگرمیوں میں ملوث ہو سکتا ہے اور صرف عارضی مدت کے لیے مربوط رہ سکتا ہے اور اس کے بعد منتشر ہو جائے گا۔جس ہجوم کا اپیل کنندہ رکن تھا اس کی کارروائیوں کو کسی تنظیم یا کسی گروہ کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا جو کسی مقصد یا اسکیم کے ساتھ بنائی گئی پر تشدد سرگرمیوں میں ملوث ہے تاکہ اسے منظّم سرگرمی کہا جا سکے۔اس لحاظ سے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس ہجوم کا اپیل کنندہ رکن تھا، اس کی حرکتیں صرف ایک عارضی جنون کا نتیجہ تھیں۔"

ہم موجودہ معاملے میں کوئی مختلف موقف اختیار کرنے کی تجویز نہیں کرتے۔اس لیے آئی پی سی کی دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت جرم کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اے۔کے۔ٹی۔

اپیلوں کی جزوی طور پر اجازت ہے۔